برتھ کنٹرول شریعت اسلامی، فطرت انسانی اور مصالح امت کیخلاف ہے

[illegible]

الحمد لله والصلوٰة والسلام على رسول الله و على آله واصحابه اما بعد

ابھی جلد ہی بعض اخبارات میں فضیلۃ الشیخ عبداللہ القلقیلی مفتی اردن کا تحدید نسل کی اباحت کے بارے میں فتویٰ شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر حکومت اس قانون کو نافذ کرے تو بغیر چون وچرا کے اس پر عمل کرنا واجب ولازم ہے۔

یہ خبر ہر خاص وعام میں مشہور ہو چکی ہے یہاں تک کہ مجالس کا موضوع خاص بن چکی ہے۔ اس بنا پر مجھ سے بہت سے لوگوں نے یہ سوال کیا کہ آیا یہ فتویٰ صحیح ہے یا غلط اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے مجھ جیسے لوگوں پر واجب ہے کہ اس مسئلہ میں شریعت کے صحیح احکام کو واضح کریں
(اللہ تعالیٰ ہمیں حق کی توفیق عطا فرمائے)

میں نے اس فتوے کو شروع سے آخر تک بغور پڑھا اور مفتی صاحب کے اس فتوے کی اساس و بنیاد پر بھی غور کیا تو ان کے اس فتوے کا دارومدار اس آیت (**ویستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیهم الله من فضله**)

اور یہ حدیث شریف (**یا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء**.

اور ان احادیث پر ہے جن سے اباحت عزل کا جواز ملتا ہے۔ یہ ہیں مفتی صاحب کے دلائل اور ان کے فتوے کا محور ومدار۔! ایک نکتہ اور بھی ہے جس سے انہوں نے اپنے فتوے کی تمہید شروع کی ہے وہ یہ کہ آبادی کی کثرت سے یہ خوف ہے کہ لوگ غذائی بحران میں مبتلا ہو کر واویلا شروع کر دیں گے پھر فتوے کے آخر میں وہی لکھا کہ اگر حکومت اس قانون کو پاس کردے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ

ان ولی الا مراذا اخذ بقول ضعیف یکون حتما

(ولی امر کا قول ضعیف بھی قطعی اور واجب الاتباع ہے) جسے ذرا بھی سوجھ بوجھ ہوگی وہ مفتی صاحب کے اس فتوے پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ اس فتوے کا صحت سے کہاں تک "لگاؤ" ہے؟

مفتی صاحب نے جن دلائل کو ذکر کیا ہے انکا اصل مسئلہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ فتوی کسی اور راستہ پر ہے تو یہ دلائل کسی اور راستہ پر۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

سارت مشرقة و سرت مغربا

شتان بين مشرق و مغرب

یعنی وہ مشرق کی طرف چلی اور میں مغرب کی طرف چلا مشرق کی طرف جانے والے اور مغرب کی طرف جانے والے میں بڑا فاصلہ ہے۔

مفتی صاحب نے جس آیت کا ذکر کیا ہے اس سے پہلے یہ آیت ہے

وانكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم و امائكم ان يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم.

اس کے بعد فرمایا۔

ويستعفف الذين لا يجدون نكاحا حتى يغنيهم الله من فضله

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نکاح کی ترغیب دلائی ہے اور ساتھ ہی ان کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر وہ محتاج و فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں غنی بنادے گا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، جود و سخاء علم و قدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کا اقدام کریں اسی لئے آخر میں اس جملہ کی مہر لگادی۔

والله واسع عليم

پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو نکاح کی وسعت نہیں رکھتے حکم دیا کہ وہ اپنے دامن کو پاک رکھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی رکاوٹ کو دور کردے۔

پھر اس آیت سے قطع نسل یا برتھ کنٹرول کا ثبوت کیسے ملتا ہو مفتی صاحب کو شاید یہ گمان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا استعفاف کا حکم دینا قطع حمل یا تحدید نسل پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ تاخیر نکاح اگر چہ بسبب عمر، تاخیر نسل یا قطع نسل کا سبب بن سکتا ہے مثلاً کسی نے نکاح کو بسبب عمر، موخر کیا لیکن شادی کرنے سے قبل انتقال کر گیا تو اس کا موخر کرنا قطع نسل کا سبب بنا، مفتی صاحب کا یہ استدلال نہایت عجوبہ اور یہ احتجاج عجیب ہے آیت سے جس کا کوئی تعلق نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ ان دونوں مذکورہ بالا آیتوں کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس میں شادی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو لوگ شادی کی استطاعت رکھتے ہیں

ان پر شادی کرنا واجب ہے دلیل میں اس حدیث کو بھی پیش کرتے ہیں۔ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج الخ یعنی اے نوجوانوں تم میں سے جو لوگ شادی کی طاقت رکھتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ شادی کرلیں۔ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

تزوجوا الولود تناسلوا فانی مباہ بکم الامم یوم القیامۃ (فی روایۃ حتی بالقسط) یعنی اے امت محمدیہ کے لوگو! زیادہ بچہ جننے والی عورت سے شادی کرو نسلوں کو بڑھاؤ اس لئے کہ میں قیامت کے دن خلاق عالم کے سامنے اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔

آیت مذکورہ بالا میں جو ایامی کا لفظ آیا ہے۔ یہ جمع ایّم کی ہے۔ ایّم اس عورت کو کہتے ہیں کہ جس کا شوہر نہ ہو اور اس مرد کو بھی کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو۔ خواہ شادی کر کے چھوڑ دیا ہو خواہ سرے سے شادی ہی نہ کی ہو۔ جیسا کہ جوہری نے اہل لغات سے نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے (رجل ایم و امراء ایم) اوران یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ الایہ کے متعلق علی ابن ابی طلحہؓ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شادی کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ آزاد غلام سب کو اس کا حکم دیا ہے

ابن ابی حاتم محمد بن خالد سے روایت کرتے ہیں وہ عمر بن عبدالواحد سے روایت کرتے ہیں وہ روایت کرتے ہیں سعید ابن عبدالعزیز سے انہوں نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی کہ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں شادی کرنے کا حکم دیا ہے اس میں اللہ کی اطاعت کرو تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا وعدہ پورا کرے گا یعنی ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ

ابن جریر نے بھی اس کو روایت کیا ہے کہ امام بغوی نے حضرت عمر سے اسی قسم کی روایت کی ہے ادرلیث روایت کرتے ہیں' محمد ابن عجلان سے' وہ روایت کرتے ہیں سعید المقبری سے' وہ روایت کرتے ہیں ابوہریرہ سے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ تین شخصوں کی مدد اللہ پر واجب ہے۔ اول ان لوگوں کی جو عفت و حفظ عصمت کی نیت سے شادی کرتے ہیں۔ ثانی' اس مکاتب کی جو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو' ثالث' مجاہد فی سبیل اللہ کی۔ رواہ ابن ماجہ وترمذی ونسائی وامام احمد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کی شادی کردی جس کے پاس ایک تہبند کے علاوہ کچھ نہ تھا حتی کہ ایک لوہے کی انگوٹھی بھی نہ تھی۔ اس کے باوجود اس شخص کی شادی ایک عورت سے کرادی جس کا مہر یہ رکھا کہ اسے قرآن سکھایا جائے۔

مذکورہ بالا توضیحات سے قارئین کے سامنے آیت مذکورہ کی حقیقت واضح ہوگئی ہوگی کہ وہ

دونوں آیات مشروعیت نکاح اور اس کی ترغیب پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ اس میں بہت بڑی مصلحت ہے جن میں قضاء حاجت' عفت فرج' غض بصر اور تکثیر نسل وغیرہ ہیں لیکن ان آیات سے قطع حمل اور تحدید نسل پر استدلال کرنا حقیقت و ثواب سے بہت دور ہے۔

اب رہ گئی ابن مسعود کی حدیث جس کو مفتی صاحب نے تحدید نسل کے جواب میں پیش کیا ہے یعنی **یا معشر الشباب من استطاع...... الحدیث** تو یہ حدیث بھی اسی معنی پر دلالت کرتی ہے جس پر دونوں مذکورہ آیات دلالت کرتی ہیں۔ یعنی نکاح کی ترغیب دلانا اور اس کے اسرار و حکم کو بیان کرنا' ساتھ ہی اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو لوگ شادی کی طاقت نہیں رکھتے وہ روزہ رکھا کریں تا کہ شہوت نفسانیہ کمزور اور مضمحل ہو جائے اور شیطان کے راستے بھی تنگ ہو جائیں۔ لہٰذا یہ روزہ رکھنا عفت' پاکدامنی اور غض بصر کے اسباب میں سے ہے۔ نہ کہ قطع رحم اور تحدید نسل کا سبب' اس سے قطع رحم یا تحدید نسل کی اباحت پر دلالت کرنا ہرگز صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ اس میں مجبوری کی بنا پر اس وقت تک نکاح کو موخر کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ اسے قدرت حاصل نہ ہو۔ اس لئے ساتھ ہی عفت کے اسباب بھی بتلا دیئے تا کہ حرام کاری میں نہ پڑ جائے۔ اسی طرح عزل کی احادیث سے برتھ کنٹرول پر استدلال کرنا بھی غلط اور مقصد شریعت کے بالکل خلاف ہے' اس لئے کہ عزل کہتے ہیں منی کا انزال فرج سے باہر کرنا' تا کہ عورت حاملہ نہ ہو' انسان ضرورت کے وقت ایسا کرتا ہے' مثلاً عورت بیمار ہے' یا دودھ پلا رہی ہے اس وقت خوف ہے کہ حمل عورت کو یا بچے کو نقصان پہنچائے گا۔ اس صورت میں انسان محدود وقت تک یہ کام کرتا ہے یہاں تک کہ یہ مانع دور ہو جائے لیکن یہ قطع حمل یا تحدید نسل نہیں بلکہ ان اسباب کو اپنانا ہے جن سے حمل کسی شرعی غرض سے محدود وقت تک کے لئے موخر کر دیا جائے اور صحیح مذہب کے مطابق اہل میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ عزل کی احادیث اس پر دال ہیں اور پھر اس سے عدم حمل بھی کہاں لازم آتا ہے۔ اس لئے کہ ممکن ہے منی کا کچھ حصہ رحم میں داخل ہو جائے اور بحکم خدا حمل قرار پائے' اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عزل کی احادیث میں فرمایا

لیس من نفس مخلوقة الا الله خالقه

یعنی جس نفس کو پیدا ہونا ہوگا اسے اللہ تعالیٰ پیدا کر کے رہے گا۔ دوسری حدیث میں یہ بھی مروی ہے۔ **لیس من کل الماء یکون الحمل**۔ یعنی منی کے ہر قطرہ سے حمل نہیں ٹھہرتا

لہٰذا عزل کی احادیث میں اگر کوئی شخص غور و فکر اور امعان نظر سے کام لے تو برتھ کنٹرول کے جواز پر کوئی حجت باقی نہیں رہ جاتی جو شخص ہمارے مذکورہ دلائل اور اہل علم کے اقوال پر سنجیدگی سے غور

کرے گا وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ برتھ کنٹرول کو مباح کہنا اس کامل شریعت محمدیہ کے سراسر خلاف ہے جو مصلحت کی تکمیل اور مفاسد ونقصانات کو ختم کرنے کے لئے آئی تھی۔

یہ قول فطرت انسان کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی محبت انسان کی فطرت میں ڈال دی ہے اور تکثیر نسل کے بہت سے اسباب مہیا کردیئے ہیں اسے قرآن کریم میں دنیا کی زینت بتلایا ہے۔ چنانچہ فرمایا

جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل لکم من ازواجکم بنین و حفدة و رزقکم من الطیبات) اس کے بعد فرمایا۔ المال و البنون زینت الحیاة الدنیا)

غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ برتھ کنٹرول مصلحت امت کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ کثرت اولاد اور زیادتی نسل امت کی قوت اور اس کی عزت جاہ وجلال کا سبب ہے اس کے برخلاف اگر نسل کو ختم کردیا جائے تو امت کی طاقت کمزور اور اس کا رعب ودبدبہ ختم ہوجائے گا۔ یہ بالکل ظاہر ہے محتاج بیان نہیں۔

مفتی صاحب کا کثرت سکان کا خوف اور یہ کہ اس سے لوگ معاشی بحران میں مبتلا ہو کر واویلا کرنے لگیں گے۔

کسی عقلمند کو اس پر کان نہ دھرنا چاہئے جس کی وجہ سے ایسا اقدام کر بیٹھیں جو شرعی نقطہ نظر سے بالکل غلط ہو چہ جائیکہ کوئی عالم دین اس قسم کا قدم اٹھائے اس لئے کہ علم غیب اللہ کے ہاتھ میں ہے روئے زمین پر تمام مخلوقات کا خالق ورازق وہی ہے چنانچہ قرآن کریم میں صادر فرمادیا۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ماارید منہم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوة المتین) دوسری جگہ فرمایا

وما من دابة فی الارض الاعلیٰ اللہ رزقھا) ایک جگہ فرمایا وکائن من دابة لا تحمل رزقھا وایاکم وھو السمیع العلیم. پھر دوسری جگہ فرمایا۔ فابتغوا عنداللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ الیہ ترجعون)

بعض صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ماں کے پیٹ میں بچہ کی تخلیق کرتا ہے اسی وقت فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس کی روزی، موت کا وقت اور اس کا دنیا میں عمل مقرر کردیا جائے۔ لہٰذا ہر مخلوق کی روزی اس کے مطابق مقرر ہے۔ اس لئے کسی عاقل کے لئے کیسے مناسب ہے کہ بعض تنگی معاش کے خوف سے تحدید نسل کا فتویٰ صادر کردے کیونکہ جب روزی دینا اللہ کا کام ہے تو جس قدر اعداد وشمار میں

اضافہ ہوگا اس قدر اسباب رزق میں بھی وسعت ہو جائے گی۔لہٰذا کسی مسلم کیلئے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ اللہ کے ساتھ بدگمانی رکھے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔اسے ٹھکرا کر تجدید نسل یا قطع رحم کو مباح کردے یہ توکل علی اللہ اور ایمان باللہ کے بھی منافی ہے۔اس میں تو ان کفار سے مشابہت ہوتی ہے۔جو فقر وفاقہ کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے۔تو اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نے اسے ناپسند فرمایا اور اس عمل سے منع فرمایا۔**و لا تقتلو اولادکم من املاق فنحن نرزقکم و ایاھم** سورہ اسراء میں فرمایا **و لا تقتلو اولاد کم خشیۃ املاق نحن نرزقھم و ایاکم. ان قتلھم کان خطأً کبیرا۔**

اور مفتی صاحب کا فتوے کے آخر میں یہ کہنا کہ اگر حکومت اس قانون کو تقرر کردے تو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔اس لئے کہ ولی امر کا قول ضعیف بھی حتمی اور جزمی ہوتا ہے۔اس قول کا شرعی نقطہ نظر سے باطل ہونا ظاہر ہے۔اس لئے کہ حکومت کی اطاعت اس وقت مین لازم ہے جو مصلحت عامہ کے لئے مفید اور شریعت کے موافق ہو۔اگر امت کے لئے مضر اور شریعت کے مخالف ہو تو اس کی اطاعت ہرگز جائز نہیں۔اور ظاہر ہے کہ تجدید نسل کا جواز شریعت اور مصالح عامہ دونوں کے خلاف ہے لہٰذا اس صورت میں اطاعت کیسے ضروری ہوسکتی ہے۔اور جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا **و لا یعصینک فی معروف** حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ہمیشہ معروف ہی کا حکم دیتے تھے اس کے باوجود امت کو متوجہ کیا کہ ولی امر کی اطاعت صرف معروف میں ہی ہوسکتی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور واضح کردیا۔**انما الطاعۃ فی المعروف**" دوسری جگہ فرمایا۔**لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق** یعنی خالق کی معصیت ونافرمانی کرکے کسی مخلوق کی اطاعت ہرگز جائز نہیں۔

اسی معنی میں اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں کہ ان احکام میں جو شریعت کے خلاف ہیں حکومت کی اطاعت جائز نہیں۔

ان چند کلمات سے ہمارا مقصد حق کو ظاہر کرنا شک والتباس کے پردے کو ہٹانا' اور مسلمانوں کو اس مسئلہ میں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی روشنی میں ہموار راستہ پر لانا ہے۔

آخر میں اللہ عالی سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنی رضامندی کی اور اپنے دین کو صحیح سمجھنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہی وشیطانی وساوس سے بچائے۔**انہ علی کل شئی قدیر و صلی اللہ علی عبدہ و رسولہ محمد و آلہ و صحبہ۔**

☆......☆......☆